Regd L. No 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

لاہور

تار کا پتہ :۔ الفضل لاہور

فی پرچہ ۱ آنہ

یوم سہ شنبہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ | ۱۸ ہجرت ۱۳۳۳ ہش ۔ ۱۸ مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۵۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

احباب اپنے پیارے امام کی صحت کے لئے برابر دعائیں جاری رکھیں

ربوہ ۱۷ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے

"آج دائیں طرف انتڑی میں سخت درد ہے۔"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کاملہ کے لئے رمضان کے مبارک ایام میں خصوصیت سے دعائیں جاری رکھیں۔

مشرقی بنگال کے ہنگاموں میں کمیونسٹوں اور پاکستان کے دوسرے دشمنوں کا ہاتھ تھا

حکومت پاکستان اس ناپاک سازش کو کچلنے کا تہیّہ کر چکی ہے ۔ وزیر اعظم پاکستان کا اعلان

کراچی ۱۷ مئی۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے آج ایک بیان دیا۔ جس میں انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان اس ناپاک سازش کو کچلنے کا تہیّہ کر چکی ہے۔ جس کی وجہ سے حال ہی میں مشرقی پاکستان میں زبردست ہنگامے برپا ہوئے ہیں۔ مسٹر محمد علی نے کہا کہ مرکزی حکومت کو جو اطلاعات ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان ہنگاموں میں کمیونسٹوں اور پاکستان کے دوسرے دشمنوں کا ہاتھ تھا انہوں نے پاکستان کے اندر اور باہر اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ جن کے نتیجے میں یہ ہنگامے برپا ہوئے وزیر اعظم نے کہا یہ بات بڑی معنی خیز ہے کہ پاکستان کے ان دشمنوں نے مشرقی پاکستان کے صنعتی علاقہ کو نشانہ بنایا ہے۔ تاکہ ملک میں صنعتی انتشار پیدا کر کے اسے ختم کیا جا سکے نارائن گنج کے اس عظیم حادثہ سے پہلے چندر گھونا اور کھلنا میں بھی ہنگامے برپا کرائے جا چکے ہیں۔ آپ نے کہا میری حکومت صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری اقدامات عمل میں لا رہی ہے۔ اور امن و امان بحال کرنے کے سلسلہ میں ہر ممکن تدابیر بروئے کار لا رہی ہے۔ وزیر اعظم نے کہا مجھے آدم جی جوٹ مل نارائن گنج کے حادثہ سے زبردست صدمہ ہوا ہے۔ اور جن لوگوں کو اس بلوہ میں اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے ہیں ان کے پسماندگان سے مجھے ہمدردی ہے۔ — آج نارائن گنج کے حادثہ پر غور کرنے کے لئے مرکزی کابینہ کے دو اجلاس ہوئے۔ ڈھاکہ اور نارائن گنج میں آج حالات معمول پر رہے۔ مشرقی بنگال کی کابینہ کا بھی صورت حال پر غور کرنے کے لئے ایک اجلاس ہوا جس میں مرکزی وزیر صحت ڈاکٹر اے ایم مالک اور دفاع کے وزیر مملکت سردار امیر اعظم خاں نے بھی شرکت کی۔ یہ دونوں مرکزی وزیر آج صبح ہی ڈھاکہ پہنچے تھے ہوائی اڈہ سے سیدھے ہسپتال گئے جہاں انہوں نے زخمیوں کا معائنہ کیا۔ کل صبح *

* وزیر صنعت آدم جی جوٹ مل جائیں گے۔ جہاں یہ حادثہ رونما ہوا تھا۔ انہوں نے آج ڈھاکہ کے ممتاز شہریوں سے ملاقات کی۔

متروکہ جائدادوں کے متعلق ہندوستانی فیصلہ سے پیدا شدہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری قدم اٹھایا جائیگا

کراچی ۱۷ مئی۔ وزیر مہاجرین و آبادکاری مسٹر شعیب قریشی نے آج پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ ہندوستان کی حکومت کے مسلمانوں کی متروکہ جائداد پر مالکانہ حقوق حاصل کرنے کے اعلان کے بعد جو صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔ نیز اس امر پر بھی سوچ بچار کر رہی ہے کہ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا قدم اٹھائے جائیں۔ اس امر کا اعلان مسٹر شعیب قریشی نے مسٹر نور احمد کے ایک سوال کے جواب میں کیا۔ انہوں نے کہا حکومت ہندوستان نے حکومت پاکستان کو اپنے اس ارادے کی اطلاع دے دی ہے۔ آپ نے کہا حکومت ہندوستان کا یہ اقدام مسلمانوں کے مالکانہ حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے۔ مسٹر شعیب قریشی نے کہا مجھے اس امر پر حیرت ہے کہ ہندوستان نے اپنے اس ارادہ سے پاکستان کو کیوں مطلع کیا ہے۔ اگر ہندوستان یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے اس اقدام کے لئے پاکستان کی منظوری حاصل کرلے۔ تو یہ امر ناممکن ہے۔

کشمیر کے بارہ میں ہندوستان کے رویہ پر ٹائمز کی نکتہ چینی

لنڈن ۱۷ مئی۔ لنڈن کے مشہور اخبار ٹائمز نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے صدر نے ہندوستان کے آئین کی بعض دفعات کو کشمیر میں بھی لاگو کر کے ان مواعید کی صریح خلاف ورزی کی ہے جو اقوام متحدہ سے کرتا چلا آیا ہے۔ ٹائمز نے لکھا ہے کہ ہندوستان نے پاکستان سے عہد کیا تھا۔ کہ وہ کشمیر کے باشندوں کو آزادانہ رائے شماری کا حق دے گا۔ لیکن اب وہ اس وعدہ کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ ہندوستان کے موجودہ اقدام سے ان مواعید کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ جو گزشتہ سال پنڈت نہرو اور مسٹر محمد علی میں ہوئے تھے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا یہ کہنا بھی کوئی معنے نہیں رکھتا کہ چونکہ کشمیر کی دستور ساز اسمبلی نے کشمیر کی جائز نمائندہ حیثیت سے ہندوستان سے الحاق کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے ہندوستان اس کے فیصلہ کو رد نہیں کر سکتا کیونکہ کشمیر کی نیشنل کانفرنس۔ دستور ساز اسمبلی اور بخشی غلام محمد کی حکومت سب ہندوستان کی محکوم ہیں۔ جب بخشی غلام محمد یہ کہتے ہیں کہ کشمیر میں رائے شماری کا سوال ہی پیدا *

* نہیں ہوتا تو پنڈت نہرو خاموش رہتے ہیں اگر کچھ بولتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری کرے گا۔ لیکن وہ یہ نہیں بتاتے کہ کس طرح پوری کرے گا۔

پارلیمنٹ میں وزیر صنعت کی قرارداد منظور ہو گئی

کراچی ۱۷ مئی۔ آج صبح پارلیمنٹ میں وزیر صنعت خان عبدالقیوم خان کی یہ قرارداد منظور ہو گئی۔ کہ پاکستان کی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کو سوئی گیس سے بجلی پیدا کرنے کے اختیارات دے دیئے جائیں۔ آپ نے کہا کہ ڈیرہ غازیخاں میں ایک بڑا بجلی گھر قائم کیا جائیگا جہاں سوئی گیس سے بجلی پیدا کی جائے گی یہ بجلی موجودہ بجلی سے کم نرخوں پر مہیا کی جائے گی۔ اور اس سے پنجاب کی صنعت کو بہت فائدہ پہونچے گا۔

وزیر خارجہ کراچی واپس پہنچ گئے

کراچی ۱۷ مئی۔ وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خان مصر کے تین روزہ دورہ کے بعد آج کراچی واپس پہونچ گئے۔ مصر میں آپ نے جنرل نجیب کرنل جمال عبدالناصر ڈاکٹر محمود فوزی اور میجر صلاح سالم سے ملاقاتیں کیں۔

فرانس نے ڈین بن فو سے اپنے زخمی نکالنے بند کر دیئے

ہنوئی ۱۷ مئی۔ فرانس نے ڈین بن فو سے اپنے زخمی قیدی نکالنے بند کر دیئے ہیں اور کمیونسٹوں کے بڑے بڑے راستوں پر پھر زبردست بمباری کرنے کا فیصلہ کیا ہے فرانسیسی ہائی کمان نے یہ فیصلہ اس وقت کی واپسی کے بعد کیا ہے۔ جو ڈین بن فو سے فرانسیسی سپاہیوں کی واپسی کی بات چیت کرنے گیا ہوا تھا۔

روس آسٹریلیا میں پانچواں کالم قائم کرنا چاہتا تھا

کنبرا ۱۷ مئی۔ آسٹریلیا میں روسی جاسوسوں کا پتہ چلانے کے لئے جو شاہی کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔ آج کنبرا میں اس کا اجلاس منعقد ہوا۔ شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ روس آسٹریلیا میں پانچواں کالم قائم کرنا چاہتا تھا۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انتصاف پریس لاہور میں طبع کرا کر ۳۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سحری کھانے میں برکت ہے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً ۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سحری کھاؤ۔ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی معلوم ہوتے ہیں۔ حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا ادا کرنا خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور ان کا نہ ادا کرنا خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے۔ جو کہ تمام مسلمان مردوں عورتوں بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ بلکہ بعض معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو نہ ادا کر سکتا ہو۔ اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع اور جو طاقت نہ رکھتا ہو۔ اسکے لئے نصف صاع مقرر ہے۔ صاع ایک عربی پیمانہ ہے۔ جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے

اس چندہ کی ادائیگی عید سے کم از کم تین چار روز پہلے ہونی چاہیئے۔ تا بیواؤں اور یتامیٰ کو اس رقم سے طعام اور لباس سے امداد کی جا سکے۔ اور ان کی دعائیں آپ لوگوں کے لئے بخشش کا موجب ہوں

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو۔ جو اس صدقہ کا مستحق ہو۔ تو ایسی جمع شدہ رقم مرکز میں بھجوا دینی چاہیئے۔ اس رقم کو دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

نوٹ:۔ غلہ کی اوسط قیمت نو روپے فی من لگائی گئی ہے۔ اس کے مطابق ایک صاع کی قیمت دس آنہ اور نصف صاع کی قیمت پانچ آنہ مقرر کی جاتی ہے۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

رمضان المبارک میں نماز اور روزہ کیلئے خاص اہتمام چاہیئے

رمضان شریف کا مقدس مہینہ شروع ہے۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ اس مبارک مہینہ سے فائدہ اٹھایا جائے نماز اور روزہ کے لئے خاص اہتمام کیا جائے۔ ہر حلقہ کے عہدیداران احباب حلقہ کا جائزہ لیں۔ سست اصحاب کو نماز با جماعت میں چست بنایا جائے۔ اور روزہ بغیر کسی شرعی عذر کے نہ چھوڑا جائے۔ لاپرواہ اور غافل اشخاص کے متعلق ہر جماعت کی مجلس عاملہ کارروائی کرے نظارت ہذا کے نزدیک سال بھر میں اگر صرف اس ایک مہینہ میں ہی صحیح معنوں میں کام ہو۔ اور لوگوں کی تربیت کی جائے۔ تو سال تمام کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ کان اللہ معکم۔ سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت۔ صدر اور امراء صاحبان کے تعاون سے کام کو تیز کریں۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے۔

اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دائمی مسافر اور مریض فدیہ دے سکتے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو فرمایا

"جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقعہ مل سکے۔ مثلاً ایک بہت بوڑھا ضعیف انسان ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے۔ کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ دینے کے پھر معذور ہو جائے گی۔ اور سال پھر اسی طرح گذر جائے گا۔ ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے۔ جو روزہ کی طاقت کبھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اس طرح سے خدا تعالےٰ کے بوجھوں کو سر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ میری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ ان کو ہی ہدایت دی جائے گی" (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۲۷)

ادائیگی کا ثبوت کیا؟

آپ اچھی طرح نوٹ کر لیں۔ اگر آپ کے کسی سال کا دفتر وکیل المال تحریک جدید بقایا بتا رہا ہے اور آپ اپنے خیال میں سمجھتے ہیں کہ میں ادا کر چکا ہوں۔ تو آپ کی اس تحریر پر کہ میں ادا کر چکا ہوں۔ دفتر اپنے رجسٹروں میں وصولی نہیں لکھ سکتا۔ جب تک تحریک جدید کے خزانہ میں روپیہ داخل نہ ہو جائے اس کا طریق یہ ہے۔ کہ آپ نے اگر اپنا روپیہ مقامی سیکرٹری مال کو دیا ہے۔ تو اس سے دفتر محاسب ربوہ کی رسید کا نمبر و تاریخ لے کر ارسال کریں۔ تب مزید پڑتال ہو گی۔ مقامی رسید کا حوالہ بالکل ناکافی ہے اگر آپ نے براہ راست ارسال کیا تھا۔ تو بھی دفتر محاسب کی رسید کا حوالہ دیں۔ یا کم سے کم منی آرڈر ارسال کرنے کی تاریخ لکھیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو۔ تو بتایئے دفتر کس طرح سمجھے کہ آپ ادا کر چکے۔ پس اس صورت میں آپ اپنا بقایا جلد تر ادا کریں۔ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

زعماء صاحبان انصار کی اطلاع کیلئے ضروری اعلان

دفتر مرکزیہ انصار اللہ میں رسید بکیں ختم ہو گئی تھیں۔ اب طبع ہو کر آ گئی ہوئی ہیں۔ جس مجلس انصار اللہ کو چندہ انصار کی وصولی کے لئے رسید بکوں کی ضرورت ہو۔ دفتر ہذا کو لکھ کر منگوا لیں۔

نیز اگر ان کے پاس پہلی ختم شدہ رسید بکیں ہوں۔ تو مہتمم صاحب مال۔ مقامی مجلس انصار اللہ یا جو صاحب چندہ انصار اللہ وصول کرتے ہوں۔ زعما صاحبان ان سے ختم شدہ رسید بکوں کی پڑتال کر کے اور حسابات چیک کر کے بہت جلد مرکز میں واپس بھجوا دیں۔

قائد انصار اللہ مرکزیہ

ربوہ

فتنہ وفساد

جس ملک میں اندرونی امن ہو۔ وہی ترقی کر سکتا ہے۔ جب کسی ملک کی فضا زلزلہ زدہ ہو۔ اور امن اور چین سے لوگ زندگی کے کاروبار نہ کر سکتے ہوں۔ تو ایسا ملک اپنی قوتوں کو جو اسے شاہراہ ترقی پر گامزن رکھ سکتی ہیں۔ باہمی تصادم میں صرف کر ڈالتا ہے۔ اور اس کا فائدہ ملک کے دشمنوں کو پہنچتا ہے۔ جس کا نتیجہ اکثر تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔

آپ آج تمام دنیا کے مختلف ممالک پر نظر ڈال کر دیکھیں۔ تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ جن ملکوں میں اندرونی امن ہے۔ اور جہاں لوگ آئین پسند ہیں۔ جہاں ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کا گلا نہیں کاٹتے۔ بلکہ اپنے نہایت تلخ اندرونی تنازعات کو بھی ملکی قانون کی حدود کے اندر رہ کر طے کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہڑتالیں اور مظاہرے اول تو خال خال ورنہ وہ بھی قوانین کے مطابق کرتے ہیں۔ وہی ملک آج ترقی یافتہ کہلاتے ہیں۔ اور انہیں کا اثر و رسوخ تمام اقوام عالم میں سب سے فائق ہے۔ مگر جن ملکوں میں ذرا ذرا سی بات پر ہڑتالیں مظاہرے ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کسی آئینی حدود کو تسلیم نہیں کرتے۔ تو اکثر اس کا نتیجہ ملک میں بدامنی قتل و غارت اور اپنے ہی بھائیوں کے گلے کاٹنے میں برآمد ہوتا ہے۔ اور یہ مرض پھر ایسا ان کو اپنے چنگل میں دبوچ لیتا ہے۔ کہ ملک تباہی کے کنارے جا لگتا ہے۔

بے شک بعض یورپی ممالک میں بھی آج کچھ ایسی ہی صورت ہو گی۔ اور سوائے شاید برطانیہ امریکہ اور چند دوسرے ممالک کے انہیں وہ امن اور چین حاصل نہیں ہے۔ جو ان ممالک کو حاصل ہے۔ مگر آج کل یہ مرض زیادہ تر مشرقی ممالک کو لگا ہوا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جو ممالک آزاد بھی ہیں۔ ان کے اندرونی حالات پُرامن نہیں۔ بلکہ نہایت مخدوش ہیں۔

اسکی وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں۔ مگر یہ ہے نہایت خطرناک حالت۔ اور مشرقی ممالک کو جس طرح ہو۔ جلد از جلد اس تپدق سے نجات حاصل کرنی چاہیئے۔ ورنہ انجام معلوم۔ اور جیسا کہ وزیر اعظم پاکستان نے کولمبو میں لادینی کے متعلق کہا ہے۔ کہ یہ انسانیت کی تباہی کے لئے ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ کسی ملک کی تباہی کے لئے اندرونی خلفشار اور غیر آئینی محرکات جن سے عوام ایک دوسرے کے خلاف اٹھ کر گلے کاٹنے شروع کر دیتے ہیں۔ ملک و قوم کے لئے ہائیڈروجن بم اور لادینی دونوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔

ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ مشرقی پاکستان میں کرنافلی پیپر ملز کے فسادات سے ملک کا مطلع خون آلود ہوا تھا۔ اور نہایت کارآمد ہستیوں کو جن کی تربیت پر پاکستان کا لاکھوں روپیہ صرف ہوا تھا۔ اور جو ملک کی ایک ضروری صنعت کو فروغ دینے کے لئے جدوجہد کر رہی تھیں۔ نہایت بے دردی کے ساتھ فسادیوں نے تہ تیغ کر دیا۔ ابھی فضا سے اس خون بے گناہ کی سرخی دور نہیں ہوئی تھی۔ کہ اب پھر مشرقی پاکستان ہی میں نرائن گنج کی آدم جی جیوٹ ملز میں فساد ہو گیا ہے۔ اور اس وقت تک جو خبریں آئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ۲۰۶ انسان ہلاک ہو چکے ہیں۔ بلکہ قیاس ہے۔ کہ ابھی ایسی لاشیں بھی ہیں۔ جو تا حال دستیاب نہیں ہو سکیں۔ اور زخمیوں کی تعداد تو کسی طرح چار پانچ سو سے کم نہیں ہو سکتی۔ یہ بے گناہ خون ایک ایسے ملک میں ہوا ہے۔ جس میں اسلامی قانون کے مطابق حکومت قائم ہو رہی ہے۔ اور اس اسلام کے قانون کے مطابق جس کی الکتاب میں صاف صاف لفظوں میں لکھا ہے

من قتل نفسًا بغیر نفسٍ او فسادٍ
فی الارض فکانما قتل الناس جمیعًا

یعنی جس نے کسی جان کو بغیر جان کے عوض یا بغیر فساد فی الارض کے قتل کیا۔ تو گویا اس نے تمام بنی نوع انسان کو قتل کر دیا۔

ہم نے بارہا یہ عرض کیا ہے۔ کہ یورپ نے اسلام سے آزادی حریت اور مساوات کے اصول لئے تھے۔ مگر چونکہ ان کے پیش نظر پورا اسلام نہیں آیا تھا۔ اور ان کو بعض خاص حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور چونکہ ان کے رجحانات خالص تعقل اور مادیات کی طرف جھک گئے۔ اس لئے یورپ کے بعض ملکوں میں خونی انقلابات رونما ہوئے۔ جیسا کہ فرانس اور روس میں ہوا۔ اور چونکہ ہم نے قرآن کریم کی تعلیم کو نظر انداز کر دیا اور آزادی حریت اور مساوات کو جو قرآن کریم نے ہمیں سکھائی تھی۔ بھول گئے۔ اور یورپ نے جب ان چیزوں کو ہمارے سامنے اپنے لادینی انداز میں پیش کیا۔ تو اس کے ساتھ ہی وہ برائیاں بھی ہم میں چلی آئی ہیں۔ جو بے خدا تہذیب کا خاصہ تھیں۔ اور ہم نے بھی اشتراکیت اور فسطائیت کے ایسے طریقے اختیار کر لئے ہیں۔ جن کو اسلام ممنوع قرار دیتا ہے۔ اور صاف لفظوں میں فرماتا ہے کہ

الفتنۃ اشد من القتل

یعنی فتنہ قتل سے بھی زیادہ شدید ہے۔ یہ ہے آئین پسندی کا وہ عظیم الشان اصول جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ جس کے رو سے اسلام میں تمام ایسی باتیں ممنوع ہیں۔ جو فتنہ و فساد پر منتج ہونے والی ہوں۔ اور جو انارکی کی مبادیات بن سکتی ہوں۔ مثلاً ہڑتالیں۔ مظاہرے۔ نعرہ بازی۔ جس سے عوام آخر میں مشتعل ہو کر لازمًا ایسی حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ جو ملک کے امن کو برباد کر دیتے ہیں۔ اور اپنے ہی بھائیوں کے گلے کاٹنے لگتے ہیں۔

اب تو بے خدا اور الحاد پسند ممالک میں ایسی حرکات کو بھی قانون کے اندر لایا جا رہا ہے۔ اور خود پاکستان میں ایسے قوانین موجود ہیں۔ جن کے مطابق ایسی حرکات اگر ان قوانین کے دائرہ میں محدود رہ کر کی جائیں۔ تو غیر آئینی نہیں سمجھی جاتیں۔ یہ حدبندیاں دراصل انسان کو ان بے راہ رویوں سے روکنے کے لئے لادینی جمہوری حکومتوں نے مقرر کی ہیں۔ جو باغیانہ طبیعتوں کے مشتعل ہونے سے معرض وجود میں آتی ہیں۔ مگر ایک مسلمان جو اسلام کی تعلیم پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اس کے مطابق اپنا کردار بناتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ غیر آئینی طریقے اسلام میں ممنوع ہیں۔ اس کے لئے کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں۔ اس کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا خوف ہی کافی ہے۔

افسوس یہ ہے کہ ہم نے بعض ایسے لادینی طریقے اختیار کر لئے ہیں۔ جو اسلام کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں۔ اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ ایسے طریقوں کی حمایت وہ لوگ بھی کرتے ہیں۔ جن کو اسلام کا دعویٰ ہے۔ حالانکہ اسلام کو ان سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اور ہم نے یہ طریقے یورپ کی لادینی تحریکوں سے سیکھے ہیں۔ نہ صرف یہ لوگ خود ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں۔ بلکہ جب ان طریقوں کا نتیجہ بالبداہت بدامنی میں نکلتا ہے۔ اور حکومت اس کو فرو کرنے کے لئے اقدام لیتی ہے۔ تو بدامنی کرنے والوں کی تو حمایت کی جاتی ہے۔ اور حکومت کو الٹا کوسا جاتا ہے۔ جس سے عوام کے دلوں میں بدامنی پیدا کرنے والے جراثیم پرورش پاتے رہتے ہیں۔ اور آخر اس کا نتیجہ ایسے حادثات کی صورت میں ظہور ہوتا ہے۔ جیسے کہ فسادات پنجاب۔ کرنافلی پیپر مل اور نرائن گنج آدم جی جیوٹ مل کے فسادات کی صورت میں ظہور پذیر ہوا ہے۔

گاتا جا

(۱)

مطرب خوشنواز گاتا جا
ہاتھ سے رکھ نہ ساز گاتا جا
یہ مسافت ہے جاں گداز بہت
نغمۂ جاں گداز گاتا جا
ہے یہ منزل کڑی خموش نہ ہو
ہے یہ منزل دراز گاتا جا
پیچ در پیچ ہیں نشیب و فراز؟
کیا نشیب و فراز گاتا جا

راز ہے ان کا زندگی تنویر
کھل نہ جائے یہ راز گاتا جا

(۲)

ساغر وہی ہے مینا وہی ہے
ہم بے خودوں کا جینا وہی ہے
مستی سے آنکھیں ہوں بند جس کی
اپنی نظر میں بینا وہی ہے
دن رات بادہ خانہ کھلا ہے
دن رات اپنا پینا وہی ہے
جھانکیں جو اس میں موسیٰ تو دیکھیں
سینے کے اندر سینا وہی ہے

تنویر ان کے دل میں غلط ہے
میری طرف سے کینہ وہی ہے

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور مسیح کی آمد ثانی کا تصور

محمد شفیع اشرف

(۴)

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الدجال فیمکث اربعین لا ادری اربعین یوماً او شهراً او عاماً فیبعث اللہ عیسیٰ بن مریم کانہ عروۃ بن مسعود فیطلبه فیهلکه ... الی الآخر

(مشکوۃ مترجم ص۳۶ جلد ۳ کتاب الفتن باب لا تقوم الساعۃ الا علی اشرار الناس مطبع عالمگیر پریس لاہور)

یعنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال نکلے گا۔ اور چالیس .... رہے گا۔ (حضرت عبد اللہ ابن عمرو کہتے ہیں۔ کہ مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ آیا چالیس دن یا مہینے یا سال) پھر حضور نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالےٰ عیسےٰ ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا۔ گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ہی سے شکل میں ملتے جلتے ہیں۔ پس وہ دجال کو ڈھونڈیں گے۔ اور اسے ہلاک کریں گے۔

اسی طرح ایک اور جگہ آتا ہے کہ قیامت کے بارے میں حضور نے فرمایا

لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ ابن مریم ویاجوج ماجوج .... الی الآخر

(مشکوۃ مترجم ص۳۳۲ جلد ۲ باب العلامات بین یدی الساعۃ ذکر الدجال)

کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ اس سے پہلے تم دس نشانات نہ دیکھ لو۔ اس کے بعد حضور نے ان دس نشانوں میں دخان۔ دجال۔ دابہ طلوع الشمس من مغربها۔ نزول عیسے ابن مریم اور یاجوج ماجوج کا ذکر فرمایا۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے قرآن شریف میں ایک موعود کی خبر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے علاوہ قرآن شریف کی آیت استخلاف وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا سے بھی یہ چیز واضح تھی کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں میں سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء بنائے گا اور جس طرح حضرت موسےٰ کے بعد موسوی سلسلہ میں مختلف خلفاء وانبیاء آئے۔ جنہوں نے حضرت موسےٰ کے بعد توریت کی خدمت کی اور بنی اسرائیل کی اصلاح کرتے رہے ....

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی ایسے لوگ آتے رہیں گے۔ اور جس طرح بنی اسرائیل میں خلفاء کا یہ سلسلہ حضرت مسیح ناصری کے وجود میں کمال کو پہنچا۔ اور وہ حضرت موسےٰ سے تیرہ سو سال بعد پیدا ہوئے اور انہوں نے مذہب یہود کی خرابیوں کو دور کیا۔ اسی طرح امت محمدیہ کے خلفاء کے سلسلہ کو بھی مرتبہ کمال تک پہونچانے کے لئے موسوی سلسلہ کی مشابہت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال بعد کوئی "مثیل مسیح" آئے گا۔ جو امت محمدیہ کی خرابیوں کو دور کرے گا۔

قرآن مجید کی ایک اور آیت سے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری بعثت کی خبر ملتی ہے۔ سورۂ جمعہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم۔

یعنے اللہ ہی ہے جس نے اپنا رسول عربوں میں مبعوث کیا۔ جو ان پر اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھتا ہے۔ اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے۔ انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ بعد اس کے کہ وہ مختلف قسم کی گمراہیوں میں مبتلا تھے۔ اور اسی طرح اللہ کا رسول ایک بعد میں آنے والی جماعت کی بھی تربیت کرے گا۔ جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئی۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری بعثت کا ذکر فرمایا ہے۔ جو آپؐ کے کسی بروز کی شکل میں ہوگی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی بعد میں آنے والی امت کی تربیت آپ اسی رنگ میں فرما سکتے ہیں کہ آپؐ کا کوئی بروز کامل مبعوث ہو۔ جس کا آنا آپؐ کا آنا ہو۔ اور جو آپؐ سے قوت پاکر اور آپ کے چشمۂ روحانیت سے فیض حاصل کر کے آپؐ کی امت کی اصلاح کرے۔

چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو صحابہؓ نے آپؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ "آخرین" کون ہیں۔ اس پر آپؐ نے اپنے ایک صحابی حضرت سلمان فارسی رضؓ کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا۔ یعنے دنیا سے مفقود بھی ہو گیا۔ تو پھر بھی ان اہل فارس میں سے ایک شخص اس کو وہاں سے اتار لائے گا۔ اور پھر دنیا میں پھر پہلی سی شان وشوکت سے اسلام قائم کر دے گا۔

غرض اس آیت میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک بروز کامل کی خبر دے کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ سورۃ الصف کی اس آیت

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔

میں بھی تمام ادیان پر اسلام کے غلبہ کی خبر دی گئی ہے۔ اور اس آیت کی تفسیر میں بھی تمام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یہ غلبہ اور اظہار بھی "حضرت عیسیٰؑ" کے نزول کے وقت ہوگا چنانچہ تفسیر ابن جریر جلد ۲۸ ص۵۴ میں ہے

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنه فی قوله لیظهره علی الدین کله قال حین خروج عیسےٰ

یعنے حضرت ابو ہریرہؓ نے اس آیت لیظهره علی الدین کله کے متعلق فرمایا کہ یہ غلبہ خروج عیسےٰؑ کے وقت ہوگا۔

اسی طرح سنن ابی داؤد جلد ۲ ص۲۳۸ میں ہے

ویهلك اللہ فی زمنه الملل کلها الا الاسلام"

کہ اللہ تعالےٰ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام جھوٹے دینوں کو نیست ونابود کر کے صرف اسلام کو قائم رکھے گا۔

نزول مسیح

بہرحال ان آیات قرآنیہ اور احادیث واضحہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب آخری زمانہ میں اسلام پر ایک سخت اور ہولناک مصیبت اور آفت آئے گی۔ لیکن ایسے وقت میں بھی اللہ تعالےٰ اپنے اس دین کی حفاظت کرے گا۔ اور ایک مسیحی صفت انسان کو اس دنیا میں نازل فرمائے گا۔ جس کے انفاس قدسیہ کی برکت سے اسلام کے مردہ تن میں زندگی کی لہر دوڑ جائے گی۔ اور اسلام کے ماننے والے ایک بار پھر اسلام کی سربلندی کا نعرہ لگا سکیں گے۔

اس موعود کے نزول کے متعلق جسے حدیث میں عیسے ابن مریم مسیح یا مہدی کہا گیا ہے۔ اور جس کے ساتھ اسلام کی نشاۃ ثانیہ وابستہ کی گئی امت میں اجماع ہے۔ اور قطع نظر اسکے کہ امت کے بعض لوگ اس موعود سے کونسی شخصیت سمجھتے ہیں۔ وہ اس کے آنے کے ضرور قائل ہیں۔ یہاں یہ سوال نہیں کہ اسلام کے غلبہ وتمکنت کے لئے جو انسان لے آتا ہے۔ وہ فی الحقیقت کون ہے۔ آیا جس طرح احادیث کے بعض ظاہری الفاظ میں اس کا ذکر ہے۔ یہ موعود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال قبل بنی اسرائیل کی طرف آنے والے رسول حضرت مسیح ابن مریم ہی ہیں۔ یا جیسا کہ بعض دوسرے قوی قرائن اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امت محمدیہ میں سے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض واتباع میں عیسوی صفت کا کوئی آنے والا انسان ہے۔

نزول مسیح کے ساتھ حیات مسیح کا تصور

ہم خود اس جگہ اس بحث میں نہیں پڑتے (اور نہ ہی اس وقت اس کی ضرورت ہے کہ وہ موعود کون ہے؟) بہرحال واقعات کی روشنی میں ہم اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جہاں بعض علمائے امت نے نزول مسیح کے عقیدہ کو تسلیم کرنے کے باوجود مسیح موعود پر یہ اعتراف کیا کہ دراصل اس سے مراد کوئی ایسا شخص ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپ کی غلامی اور پیروی سے اس مقام پر فائز ہوگا۔ وہاں بعض اور لوگوں نے اس خیال کو بھی اپنایا اور اسے اپنے دینی عقائد میں شامل کیا کہ اس موعود سے مراد دراصل حضرت مسیح ناصری ہی ہیں۔ وہ آج تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق امت کی حالت بگڑ جائے گی۔ وہ آسمان سے اصلاح کے لئے نازل ہوں گے۔ حتیٰ کہ نزول مسیح کے عقیدہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں یہ چیز بھی پوری طاقت سے رچ گئی کہ حضرت مسیح ناصری ہی ان پیشگوئیوں کے مطابق اس جہان میں دوبارہ نازل ہوں گے

(باقی)

183

روزہ اور اس کے فوائد

(از مکرم چوہدری عبد المالک صاحب کوہاٹ)

بعض ممالک کے روزوں کی فرضیت سے کوئی ہی مسلمان ہوگا۔ جو واقف نہ ہوگا۔ کہ سوائے چند ایک معذوریوں کے ہر مسلمان پر روزہ فرض ہے۔ بلکہ بعض لوگ تو ایسے بھی ہیں۔ جو سال بھر نماز کے قریب شاذ و نادر پھٹکتے ہیں۔ مگر روزوں میں سب سے پیش پیش ہوتے ہیں۔ اور سفر کی حالت میں بھی روزہ ترک نہیں کرتے۔ اور لوگوں سے سوال و جواب کرتے ہیں۔ تا کہ ہر ایک شخص کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ یہ شخص روزے رکھتا ہے۔ اور یہ پکا مسلمان ہے اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو روزہ کی فرضیت کو سمجھنے کے باوجود نہیں رکھتے۔

مگر روزہ رکھنے والوں میں سے بھی بہت کم لوگ ایسے ہیں۔ جو یہ جانتے ہیں۔ کہ روزہ رکھنے میں ظاہری اور باطنی فوائد اور حکمتیں بھی ہیں محض اس وجہ سے کہ شروع سے اسلام میں لوگ روزہ رکھتے آئے ہیں۔ یا ہم مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہو گئے ہیں۔ روزہ رکھ لینا اور اس کی حقیقت کو نہ سمجھنا اس سے حقیقتاً روزہ وہ فائدہ نہیں دیتا۔ جو اس کی حقیقت کو سمجھنے کے بعد دے سکتا ہے مثلاً ایک شخص روزہ رکھ لیتا ہے۔ اور تمام دن بازار میں بیٹھ کر جھوٹ بولتا ہے۔ اور دغا بازی اور فریب کاری اور بد دیانتی سے کام لیتا ہے۔ اور دھوکہ سے لوگوں کے مال کھاتا ہے۔ بتایئے اس شخص کو روزے کا کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے آپ کو کھانے پینے سے روکے رکھے گا۔ اور اس کی جگہ اپنے اندر گند بھرتا جائے گا۔

پس روزے کی اصل غرض اور اس کی حکمتوں اور اس کے فوائد پر ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسلام ایسا مذہب ہے۔ جو حکمتوں سے پُر ہے۔ اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے یہاں روزے کے چند ایک فوائد اور اس کی اصل غرض کی طرف دوستوں کو توجہ دلائی جاتی ہے۔

پہلا فائدہ روزہ رکھنے کا یہ ہے۔ کہ جب انسان روزہ رکھتا ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کی خاطر تمام دن کھانا اور پینا ترک کر دیتا ہے۔ اور دن میں ایک وقت ایسا آتا ہے۔ جب اس کو بھوک اور پیاس تنگ کرتی ہے۔ تو معاً اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس وقت دنیا میں لاکھوں بلکہ ہزاروں انسان ایسے موجود ہیں۔ جن کو دن میں ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ اور وہ ساری عمر فاقوں میں ہی گزار دیتے ہیں۔ تو طبعاً اس کے دل میں ان لوگوں کے لئے ایک ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور خود ان کے قریب ہونے اور ان کو اپنے قریب لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں کے اندر باہمی اخوت پیدا ہو جاتی ہے۔

دوسرا فائدہ روزہ رکھنے کا یہ ہے۔ کہ انسان کے اندر شدائد اور تکالیف برداشت کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر انسان پر ہر وقت ایک جیسا زمانہ نہیں رہتا۔ کبھی فراخی ہوتی ہے۔ تو کبھی تنگی کے دن آ جاتے ہیں۔ اس لئے انسان پہلے ہی ان کو برداشت کرنے کی طاقت اپنے اندر پاتا ہے۔

تیسرا فائدہ روزہ رکھنے کا یہ ہے۔ کہ انسان حرام مال کے کھانے سے اجتناب کرنے لگ جاتا ہے۔ کیونکہ روزہ کے ذریعہ اس کو مشق کرائی جاتی ہے۔ کہ وہ ایک ماہ تک اپنی جائز اور حلال چیزیں بھی خدا تعالےٰ کی خاطر چھوڑ دے۔ تا کہ بقیہ گیارہ مہینوں میں اس کو یہ بات مد نظر رہے۔ کہ اس نے غیر کا مال نہیں کھانا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جن آیات میں روزہ فرض کیا گیا ہے۔ ان کے معاً بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ کہ اے لوگو۔ جس طرح تم نے اللہ تعالےٰ کی خاطر روزہ رکھ کر اپنا جائز مال بھی چھوڑ دیا تھا۔ اس طرح تم حرام مال سے بھی باز آ جاؤ۔

چوتھا فائدہ طبی طور پر روزہ رکھنے کا یہ ہے۔ کہ روزہ رکھنے سے کئی ایک ایسی اندرونی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ جو لاعلاج ہوتی ہیں۔ یا انسان کو ان کا علم بھی نہیں ہوتا۔ اور اب تو ڈاکٹروں نے کئی ایک ایسی بیماریاں بتائی ہیں۔ جو فاقہ کرنے سے ہی دور ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ موٹاپا۔ یہ بھی ایک بیماری ہے۔ اور ذیابیطس وغیرہ بیماریوں والوں کو روزہ رکھنے سے فائدہ پہنچتا ہے۔

ان کے علاوہ پانچواں فائدہ اور جو سب سے بڑا فائدہ ہے۔ اور جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے خود توجہ دلائی ہے۔ اور روزہ کی فرضیت کے ساتھ ہی بیان فرما دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔ کہ اے مسلمانو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ روزے کیوں فرض کئے گئے ہیں۔ اور ان میں کیا حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لعلکم تتقون۔ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

پس معلوم ہوا۔ کہ روزہ رکھنے کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے۔ کہ انسان پرہیزگار اور متقی بنے۔ کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے انسان کو زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے اور بدیوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ کی جو تشریح کلمہ طیبہ صفحہ ۲۹ پر کی ہے۔ اس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"لیکن خدا تعالےٰ کے نشانات تقویٰ اور طہارت کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ تقویٰ علم کی جڑ ہے۔ اور تقویٰ ہی نیکی کی جڑ ہے۔ علم سے مراد اس جگہ دینی علم ہے۔ نہ کہ دنیوی علم اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ یہ کتاب ھدًی للمتقین یعنی ان لوگوں کے واسطے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ جو کہ تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے تقویٰ کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ سوائے مطہر اور متقی لوگوں کے اور کوئی اس کے علوم سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ دنیوی علوم اور حرفہ اور پیشہ اور فلسفہ اور خشک منطق کے حاصل کرنے کے واسطے یہ ضروری نہیں۔ کہ انسان متقی ہو۔ کیسا ہی فاسق فاجر کوئی ہو۔ ان علوم سے دسترس کر سکتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ دینی معارف اور حقائق اور لطائف صرف ان لوگوں کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو متقی ہیں"۔

پس قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے روزے ایک دروازہ ہیں۔ جن سے انسان تقوےٰ کے قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اس دروازہ سے داخل نہیں ہوتا۔ وہ اس نعمت کو بھی نہیں پا سکتا۔

ضروری اطلاع

مندرجہ ذیل جماعتوں میں عہدہ داران مجالس انصار اللہ کا تقرر عمل میں لایا گیا ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ ان کے فرائض منصبی کی سر انجام دہی میں ان کے ساتھ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) عہدیداران مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ حلقہ دہلی دروازہ لاہور۔
زعیم:۔ قریشی ضیاء الدین صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ۔ مہتمم تعلیم و تبلیغ۔ منشی عطاء اللہ صاحب کاتب۔ مہتمم عمومی۔ صوفی غلام حسین صاحب۔ مہتمم مال ماسٹر محمد ابراہیم صاحب۔

(۲) عہدہ داران مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ حلقہ نیلا گنبد لاہور:۔
زعیم:۔ قاضی محمود احمد صاحب راجپوت سائیکل ورکس۔ مہتمم تعلیم و تبلیغ:۔ چوہدری عبد المجید موسیٰ اینڈ سنز۔ مہتمم مال و عمومی۔ چوہدری عبد الماجد صاحب موسیٰ اینڈ سنز۔

(۳) عہدہ داران مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ حلقہ مزنگ لاہور
زعیم:۔ شیخ عبد الحمید صاحب شملوی ۱۳ ٹمپل روڈ۔ مہتمم:۔ میاں محمد صدیق صاحب نمبر ۲ مزنگ روڈ۔

(۴) عہدہ داران مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ حلقہ سول لائنز رتن باغ لاہور
زعیم انصار اللہ۔ لیفٹیننٹ مظفر احمد صاحب۔ مہتمم مال۔ ملک نذیر احمد صاحب۔ مہتمم عمومی چوہدری عصمت اللہ خاں صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ۔ مہتمم تعلیم و تربیت مولوی محمد اعظم صاحب فاضل مہتمم تبلیغ:۔ سید بہاول شاہ صاحب۔

(۵) مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ ملکوال گلشن ضلع گجرات:۔ زعیم انصار اللہ میاں اسلام دین صاحب

(۶) مجلس انصار اللہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ:۔ زعیم ڈاکٹر عمر دین صاحب۔ سکرٹری:۔ میاں محمد علی صاحب نجومی۔ مہتمم تبلیغ و تعلیم و تربیت:۔ ماسٹر غلام محمد صاحب۔ مہتمم مال و عمومی۔ شیخ غلام جیلانی صاحب۔

(۷) مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ چہور چک ۱۱۷ ضلع شیخوپورہ:۔
زعیم انصار اللہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ سکرٹری:۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شاد

(۸) مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ چنیوٹ:۔ زعیم و مہتمم تعلیم و تربیت:۔ ماسٹر نور الٰہی صاحب جنجوعہ۔ مہتمم مال:۔ شیخ محمد حسین صاحب پنشنر۔ مہتمم تبلیغ ماسٹر عبد الکریم صاحب۔ مہتمم عمومی:۔ شیخ نذیر حسین صاحب۔

(۹) مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ ربوہ بلاک دار الصدر شمال:۔
زعیم انصار اللہ۔ ڈپٹی محمد شریف صاحب۔ مہتمم تبلیغ:۔ ڈاکٹر ظہور احمد صاحب۔ مہتمم تعلیم و تربیت و عمومی:۔ مرزا محمد حسین صاحب چٹھی مسیح۔ مہتمم مال:۔ قاری محمد امین صاحب۔

(قائد انصار اللہ مرکزیہ)

مذہبی جنون میں اس قسم کے جرائم کے ارتکاب سے مذہب بدنام ہوتا ہے اور دنیا مذہب کا مذاق اڑاتی ہے

مرکزی حکومت نے دریافت کیا تھا۔ کہ کیا پنجاب میں احمدیوں کے خلاف کسی قتل عام کا خطرہ ہے؟ اس کے جواب میں حکومت پنجاب نے لکھا کہ احمدیوں کے خلاف تشدد یا ہنگامے کا کوئی خطرہ نہیں ہے —— فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

سزائے موت دینے کی درخواست

فاضل سیشن جج نے اسے عمر قید کی سزا دی ہے لیکن مقتول کی بیوہ مسماۃ دولت بی بی کی طرف سے اس سزا میں اضافہ کر کے اسے سزائے موت دینے کی درخواست کی گئی ہے۔

درخواست کی تائید میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ اصولی طور پر بھی اور قاعدہ کے مطابق بھی مجرم کو سزائے موت دی جانی چاہیئے تھی۔ اس لئے اس مقدمہ میں کمتر سزا دینے سے انصاف کو غلط طریقہ پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں دلائل کی بنیاد علم دین بنام تاج کے مقدمہ جو ۱۹۳۰ء میں لاہور میں فیصل ہوا۔ اور عزیز احمد بنام تاج کا مقدمہ جو ۱۹۳۵ء میں لاہور میں فیصل ہوا کے فیصلوں پر رکھی گئی ہے پہلے مقدمہ میں ۱۹ یا بیس سال کا ایک نوجوان پیغمبر اسلامؐ کی عظمت و محبت سے سرشار ہو کر ایک ہندو کو عمداً قتل کرنے کا مجرم تھا۔ اس ہندو نے اپنی ایک عامیانہ اور اشتعال انگیز کتاب میں پیغمبر اسلامؐ پر نازیبا حملے کئے تھے۔ اس مقدمہ کی اپیل براڈوے اور جونسٹون ججوں نے سماعت کی تھی۔ اور یہ فیصلہ دیا تھا۔ کہ نہ تو مجرم کو اور نہ ہی قتل کرنے کے مقصد کو عذر قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور انہوں نے اس کی سزائے موت کی توثیق کر دی تھی۔ دوسرے مقدمہ میں ایک باغی احمدی کو ایک کٹر احمدی نے قتل کر دیا تھا۔ کیونکہ کٹر احمدی کے فرقہ کے سربراہ پر ایک اشتہار میں اس جماعت کی طرف سے حملے کئے گئے تھے جس سے مقتول کا تعلق تھا۔ اس مقدمہ میں سزائے موت کے فیصلہ پر غور کرتے ہوئے ینگ سی جے نے اپنے فیصلہ میں لکھا تھا۔

فیصلہ

"ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ اس ملک میں یہ یقین کر لینے کے اسباب پیدا کر دینا انتہائی خطرناک ہوگا۔ کہ قتل کے ان مجرموں کو اصولی طور پر سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔ جو مذہبی رہنماؤں پر حملوں کی بنا پر ہیجان کے زیر اثر ہونے کے سبب یا ایسے حالات میں کئے جائیں۔ جو شدید اور فوری اشتعال کا باعث ہوئے ہوں۔

ہم یہ بات واضح کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں جو حالات ہیں۔ ان کے پیش نظر مختلف مذہبی فرقوں کے رہنماؤں کے لئے یہ بات انتہائی خوفناک ہے۔ کہ وہ اپنے مخالفوں پر سر عام حملے کریں۔ اور بالخصوص ایسی زبان استعمال کریں جیسی خلیفہ صاحب نے مصری عبدالرحمن اور ان کے پیروؤں کے لئے استعمال کی ہے۔ کیونکہ اس طرح کسی شخص کو بھی بڑی آسانی سے اقدام قتل کے لئے آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ ہندوستان میں یہ پہلا موقع نہیں ہے۔ کہ اس قسم کی نکتہ چینی کسی نہ کسی کی موت پر منتج ہوئی ہے۔ اگر ہم مدعی کے وکیل کی اس بات کو تسلیم کریں —— کہ خلیفہ صاحب نے جس سزا کا تذکرہ کیا تھا اس سے مراد روحانی سزا تھی۔ تو یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ کیا کسی مذہبی رہنما کے جوشیلے پیروؤں کے لئے روحانی اور جسمانی سزاؤں میں تمیز کرنا ممکن بھی ہے؟

اس ملک میں ہمیشہ سے ایسے یقین رکھنے والے مذہبی دیوانے موجود رہے ہیں۔ جو دوسروں کو اس قسم کی سزائیں دینے کے سلسلہ میں اللہ کی طرف سے مامور ہیں۔ چنانچہ ہمیں عزیز احمد کی سزائے موت کی توثیق کر دینی چاہیئے۔ اور اس کی اپیل مسترد کر دینی چاہیئے"۔

دوسری طرف اپیل کرنے والے کی طرف سے بڑی سنجیدگی کے ساتھ یہ کہا گیا ہے۔ اور ہم اس دلیل کو یہاں اس لئے پیش نہیں کر رہے ہیں۔ کہ یہ کسی خصوصی غور و فکر کی مستحق ہے۔ بلکہ اس سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ مذہبی اختلافات کس طرح نفرت اور غصہ پیدا کر دیتے ہیں۔ اور احمدی فرقہ کے لوگ غیر احمدی مسلمانوں کے لئے ایک مستقل اشتعال انگیزی کی وجہ ہیں۔ اور یہ کہ کوئی بھی عوامی یا جارحانہ پروپیگنڈا جو احمدی فرقہ کے اصولوں کے بارے میں کیا جائے۔ وہ شدید اور فوری اشتعال کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس حقیقت کے پیش نظر جرم کی نوعیت قتل عمد نہیں۔ بلکہ محض قتل باقی رہ جاتی ہے۔ اس لئے اس قسم کے واقعات کو اشتعال انگیز حالات کا نتیجہ تصور کرتے ہوئے عدالت کو سزائے موت نہ دینے کے فیصلہ کو حق بجانب سمجھنا چاہیئے۔

اگر ہم اس اصول کی پیروی کریں جو متذکرہ بالا دو مقدمات میں پیش کئے گئے ہیں۔ تو ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ کہ ہم سزا میں اضافہ کرتے ہوئے ملزم کو سزائے موت تجویز کریں۔ لیکن یہ دونوں مقدمات قبل از تقسیم کے مقدمات ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا فیصلہ انتظامی مصلحتوں سے متاثر ہے اور اس مقدمہ میں ہم اس حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ کہ ارتکاب قتل کسی شر انگیز مقصد سے نہیں کیا گیا۔ اور یہ کہ مجرم نوخیز عمر کا ایک نوجوان ہے جسے یہ یقین دلایا گیا تھا۔ کہ ان حالات میں یہ قتل ایک ایسا فریضہ بن گیا ہے۔ جس سے عہدہ برآ ہو کر وہ مذہبی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔ سرگودھا کے جلسے میں جو تقریریں کی گئیں انہیں احمدیوں کو اسلام کے لئے ایک خطرہ قرار دیا گیا۔ اور کہا گیا۔ کہ اس لعنت و غارت کے بعد موت ہی ان کے لئے باقی رہ جاتی ہے۔

جب کوئی نوجوان اپنے بزرگوں کے زیر اثر فعل کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو ہم ہمیشہ اس بات کا لحاظ رکھتے ہیں۔ کہ اس کو سزائے موت دینا ضروری نہیں ہے۔ اور ہم موجودہ معاملہ کو اس قسم کے معاملات سے متمیز نہیں کر سکتے۔ جہاں مذہبی پیشوا بزرگوں کی حیثیت اختیار کر کے سر عام مذہبی فریضہ کے طور پر تشدد کا درس دیتے ہیں۔ قاتلوں کی ایک اور قسم بھی ہے۔ جنہیں عام طور پر علماء التیس سزائے موت نہیں دیتیں۔ یعنی ایسے ذہنی تاثر کی حالت میں ارتکاب کیا جائے۔ جو قانون کی نظر میں دیوانگی نہیں ہوتی۔ اور مذہبی جنون سے مغلوب شدہ شخص کو بھی ہم بنیادی طور پر قاتلوں کی اسی قسم سے جدا نہیں کر سکتے ان وجوہ کی بنا پر ہم نہیں سمجھتے۔ کہ اس مقدمہ میں سزا میں اضافہ مناسب ہے۔ ہمارے اس فیصلہ کو اس سلسلہ میں کوئی عام قاعدہ نہ سمجھا جائے۔ اس قسم کے جرم کا اعادہ جس سے مذہب بدنام ہوتا ہے۔ اور دنیا مذہب کا مذاق اڑاتی ہے۔ ہمیں یہ ترغیب دے سکتا ہے۔ کہ ہم اس بارے میں اور مجرم کے لئے سزائے موت تجویز کریں۔

راولپنڈی میں ایک احمدی کا قتل

اوکاڑہ کے قتل کے بعد اسی ماہ چند دنوں کے بعد ایک اور احمدی کو قتل کر دیا گیا۔ راولپنڈی کے گوالمنڈی باغ میں ایک شخص بدرالدین کو جو احمدی تھا ایک شخص ولایت خان نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس قتل کی وجہ اگرچہ دبی رہی۔ لیکن ایک چشم دید گواہ نے جس کی شہادت پر سیشن جج اور ہائی کورٹ دونوں نے بھروسہ کیا ہے بیان کیا تھا۔ کہ موقع واردات پر ہی ملزم نے گرفتار ہونے کے بعد خود اس بات کا اعتراف کیا تھا۔ کہ اس نے بدرالدین کو اس وجہ سے ہلاک کیا ہے۔ کہ وہ احمدی تھا۔

احمدیہ فرقہ کی جانب سے قتل کی ان وارداتوں پر شدید احتجاج کئے گئے۔ اور اس سلسلہ میں مرکزی حکومت کے پاس کئی ایک نوٹ بھی گئے۔ مرکزی وزارت داخلہ نے اپنے مکتوب نمبر ۱۵ ۔ ایس ۔ ۹ ۔ ۱ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۵۰ء میں درج ذیل قرارداد جو احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو منظور کی تھی۔ چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کو حکومت کی رائے معلوم کرنے کے لئے بھیجی تھی۔

"جماعت احمدیہ کراچی کا یہ عام اجلاس اوکاڑہ میں ماسٹر غلام محمد احمدی اور راولپنڈی میں چوہدری بدرالدین احمدی کو قتل کر دینے کی وارداتوں کی شدید مذمت کرتا ہے۔ جو احمدیہ فرقہ کے خلاف احراری لیڈروں کی اشتعال انگیز تقریروں کے سبب رونما ہوئی ہیں۔ یہ جلسہ صوبائی اور مرکزی حکومت کی اس ناکامی پر بھی شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ کہ وہ پاکستانی شہریوں کے ایک طبقہ کے خلاف احراریوں کی شر انگیز سرگرمیوں کا نوٹس نہیں لے سکی۔ اور دونوں حکومتوں کی توجہ اس خطرناک صورت حالات کی جانب مبذول کراتا ہے۔ جو ان سرگرمیوں کے سبب پیدا ہو گئی ہے۔ اور حکومت پر زور دیتا ہے کہ وہ اس بارے میں مناسب اقدام کرے"۔

مرکزی حکومت کا استفسار

مرکزی حکومت نے پنجاب سے یہ بھی معلوم کیا تھا۔ کہ کیا پنجاب میں احمدیوں کے خلاف کسی قتل عام کا خطرہ ہے؟ اس کے جواب میں حکومت پنجاب نے لکھا تھا۔ کہ احمدیوں کے خلاف تشدد یا ہنگامہ کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اور یہ کہ قتل کی دونوں وارداتوں کی تحقیقات ہو رہی ہے۔ اور معاملہ عدالت میں ہے۔ اور یہ کہ اگر احراری مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کے لئے تیار ہو گئے۔ جیسا کہ معلوم ہوا ہے۔ تو وہ فرقہ وارانہ پروپیگنڈا جس میں وہ ان دنوں مصروف ہیں۔ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

مارچ ۱۹۵۱ء میں ایک سازش کا انکشاف ہوا جس میں اعلیٰ فوجی افسر ماخوذ تھے۔ اس کا مقصد حکومت کا تختہ الٹنا تھا۔ اس سازش میں جسے بعد میں "راولپنڈی کا مقدمہ سازش" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ایک ملزم میجر جنرل نذیر احمد بھی تھے۔ جو احمدی ہیں۔ مولوی محمد علی جالندھری نے جامعہ رشیدیہ منٹگمری میں ۱۵ اپریل ۱۹۵۱ء کو ہونے کے سالانہ اجلاس میں تقریر کی۔ کہ پاکستانی فضائیہ میں اسی فی صد پائیلٹ احمدی ہیں۔ اور راولپنڈی سازش کیس سے احمدیوں کی حکومت سے غیر وفاداری ظاہر ہو گئی ہے

آئی جی پولیس کے انتباہ کے باوجود جلسے میں عطاء اللہ شاہ بخاری نے پھر اسی الزام کو دہرایا اور حسب دستور گرے ہوئے مذاق کا مظاہرہ کیا

اور اس نے حکومت کے سامنے حقائق کو واضح کر دیا اور میرے پاس اس بات کا ثبوت موجود ہے۔ کہ احمدیوں کا اس میں ہاتھ ہے۔ اس کے علاوہ وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے حکومت کے پیسے سے صدر ٹرومین کے محل کے سامنے ایک مکان لیا ہے تاکہ اس میں احمدیت کی تبلیغ کر سکیں جب اس تقریر کی رپورٹ مسٹر انور علی کو پیش کی گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اس تقریر کا عوام پر اچھا اثر نہیں پڑے گا۔ اور اس سے احمدیوں کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات دوبارہ بھڑک اٹھیں گے۔

انہوں نے کہا کہ اگر اس قسم کا پروپیگنڈا جاری رہا تو مجلس احرار کو رسمی طور پر وارننگ دی جائے گی یہ نوٹ چیف سیکرٹری پنجاب کو بھیجا گیا۔ اور اس کے بعد یہ نوٹ وزیر اعلیٰ کو بھیجا گیا جنہوں نے اس پر دستخط کئے۔ جب فائل دوبارہ ڈی آئی جی کے پاس پہنچی۔ تو اس پر کوئی حکم نہیں تھا جس سے انہوں نے یہ سمجھا۔ کہ شاید اس پر کسی کارروائی کی ضرورت نہ تھی۔

یوم تشکر

جنوری ۴۹ء کی لاہور قرارداد کے مطابق احرار نے فیصلہ کیا۔ کہ جماعت کو بالکل مذہبی رنگ دے دیا جائے۔ اور تمام سیاسی معاملات میں مسلم لیگ کی حمایت و اعانت کی جائے انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ وہ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی اس شرط پر حمایت کریں گے۔ کہ جو امیدوار انتخاب لڑیں۔ وہ احمدی نہ ہوں۔ انتخابی مہم ۱۹۵۰ء کی سردیوں کے اوائل میں شروع ہو گئی۔ اور اس کے نتائج کا اعلان مارچ ۱۹۵۱ء میں ہوا۔ ان میں مسلم لیگ نے واضح اکثریت حاصل کر لی۔ مسلم لیگ نے بعض احمدیوں کو بطور امیدوار نامزد کیا۔ لیکن وہ سب شکست کھا گئے۔ انتخابات کے دوران میں احرار کی اپنی سرگرمیاں بھی مستقل مزاجی پر مبنی نہ تھیں۔ مسٹر دولتانہ کی شہادت کے مطابق اگرچہ انہوں نے بعض مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت کی۔ لیکن انہوں نے ایسے امیدواروں کی بھی مخالفت کی جو احمدی نہیں تھے۔ مسلم لیگ کی وزارت مسٹر دولتانہ کی قیادت میں اپریل ۱۹۵۱ء میں قائم ہوئی چونکہ کوئی احمدی مجلس قانون ساز کا ممبر منتخب نہیں ہو سکا تھا۔ اس لئے احرار نے اپنے مخالفین پر فتح کی کامیابی کا دن منانے کے لئے یوم تشکر منانے کا فیصلہ کیا۔ یہ دن مارچ اور مئی ۱۹۵۱ء کے درمیانی عرصہ میں کئی اور مقامات پر بھی منایا گیا۔ لائلپور میں یوم تشکر ۲۰ اپریل ۱۹۵۱ء کو منایا گیا۔ جہاں ایک بہت بڑے جلسہ میں غلام نبی جانباز نے ایک احمدی دوکاندار فضل دین کو خطرناک نتائج کی دھمکی دی۔ ۲ مئی کو اس دوکاندار پر دن دہاڑے اس کی دکان پر حملہ کیا گیا۔ ۱۳ مئی کو ایک ہجوم نے ایک احمدیوں کی مسجد پر حملہ کیا۔ جو سمندری میں واقع ہے۔ اس وقت جو اشخاص مسجد میں جمع تھے۔ انہیں مارا پیٹا گیا۔ گوجرانوالہ میں یوم تشکر منانے کا اعلان ۲۹ مئی کو ہوا۔ چنانچہ اگلے روز یہ دن منایا گیا۔ جس طریقے سے جلسہ منعقد کرنے کی تشہیر کی گئی۔ اس کے نتیجے کے طور پر ایک احمدی اور ایک غیر احمدی میں ہاتھا پائی ہو گئی۔ جس میں غیر احمدی کو چوٹ آئی۔

لاہور میں یوم تشکر ۲۵ اور ۲۶ مئی ۱۹۵۱ء کو منایا گیا۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ اس سے قبل عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں اور محمد علی جالندھری نے جامعہ رشیدیہ منٹگمری میں احمدیوں پر الزام لگایا تھا۔ کہ راولپنڈی سازش کیس میں ان کا ہاتھ بھی ہے۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے خاص طور پر میجر جنرل نذیر احمد کا نام بھی پیش کیا تھا۔ اس موقعہ پر یہ ضروری سمجھا گیا تھا۔ کہ احرار لیڈروں کو خبردار کیا جائے۔ کہ وہ اس قسم کے الزامات دوبارہ عائد نہ کریں۔ اور اگر کسی مقرر نے اس قسم کی الزام تراشی کی۔ تو وہ توہین عدالت کا مرتکب ہوگا چنانچہ مسٹر قربان علی خان انسپکٹر جنرل پولیس نے مسٹر تاج الدین کو ۲۳ مئی ۱۹۵۱ء کو طلب کیا اور انہیں متنبہ کیا۔ کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی الزام عائد کیا گیا۔ تو اس کے نتائج اچھے نہ ہوں گے۔

پھر وہی الزام

یوم تشکر کے سلسلے میں لاہور میں ۲۵ مئی ۱۹۵۱ء کو یعنی پہلے روز احرار رضاکار پنجاب بھر کے علاوہ صوبہ سرحد کے دو اضلاع پشاور اور ہری پور ہزارہ سے بھی پہنچے۔ انہوں نے لاہور کے بازاروں میں پریڈ کی۔ اس پریڈ میں ان کے ساتھ پانچ بینڈ تھے۔ شام کے جلسے میں متعدد سرکردہ اصحاب شریک ہوئے۔ جن میں مسلم لیگ کے ایم۔ ایل۔ اے اور عہدیدار بھی شامل تھے۔ اس اجتماع میں صاحبزادہ فیض الحسن اور دوسرے احرار رہنماؤں نے تقریریں کیں اور مطالبہ کیا۔ کہ احمدیوں کو یا تو اقلیت قرار دیا جائے یا اس ملک سے نکلنے پر مجبور کر کے بھارت میں آباد ہونے کو کہا جائے۔ مولانا احمد علی نے جو اس جلسے کی صدارت کر رہے تھے۔ ایک قرارداد پیش کی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ وہ احمدیوں کو سرکاری عہدوں سے الگ کر دے۔ اس موقع پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے میجر جنرل نذیر احمد کی گرفتاری کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔ اس چیز نے "یوم تشکر" کو "یوم تفاخر" سے بدل دیا ہے۔ کیونکہ ریاست کو ایک عظیم خطرے سے نجات ملی ہے۔ اس نے حسب دستور گرا ہوا مذاق کرتے ہوئے کہا میجر جنرل نذیر احمد کو بالکل ننگا کر دیا گیا ہے۔ اب احمدیوں کو چاہیئے۔ انہیں نیا جامہ سلا دیں۔ اس نے یہ الزام بھی لگایا۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ہی میجر جنرل نذیر احمد کو سازش میں شریک ہونے پر اکسایا تھا

بخاری کے نعرے

بخاری نے حاضرین کو ذیل کے نعرے لگانے کا مشورہ دیا۔ "نمک حرام پاکستان مردہ باد!"

"غداران پاکستان مردہ باد!"

"پاکستان زندہ باد!" "مرزا بشیر الدین مردہ باد!"

"مرزائیت مردہ باد!"

اگلے روز یعنی ۲۶ مئی کے جلسے میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے پھر مقدمہ سازش راولپنڈی کا حوالہ دیا اور شیخ حسام الدین نے اعلان کیا۔ کہ احمدیوں کو جو مسلمانوں کے اتحاد کے لئے خطرہ ہیں۔ کلیدی آسامیوں سے برطرف کیا جائے۔ انہوں نے اور علاؤ الدین صدیقی نے چوہدری ظفر اللہ خان کے متعلق توہین آمیز باتیں کہیں۔ اور ان کی برطرفی کا مطالبہ کیا۔ اس روز ایک جلوس بھی نکالا گیا۔

جب ان تقریروں کی رپورٹ حسب دستور وزیر اعلیٰ کے سامنے رکھی گئی۔ تو انہوں نے یہ قابل ذکر تبصرہ کیا۔ "احرار ایک ایسے مسئلے کے سہارے سیاسی طور پر زندہ رہنے کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں عام پاکستانیوں کے لئے واضح طور پر دلچسپی موجود ہے۔ ہمیں اس امر کی پوری نگرانی کرنی ہوگی۔ یہ چیز ایک حد کے اندر رہے۔"

احمدیہ مسجد جلا دی گئی

امیر جماعت احمدیہ بھیرہ نے اعلیٰ حضرت گورنر جنرل پاکستان کی خدمت میں تار کے ذریعہ یہ شکایت بھیجی کہ سمندری میں احمدیوں کی ایک مسجد جلا دی گئی ہے۔ اور وہاں کے پرامن نمازیوں کو پیٹا گیا ہے۔ وزارت داخلہ نے اپنے مراسلہ نمبر (۱) ۷-POL-۵۱/۲/۲۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۵۱ء میں اس تار کی نقل چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کے نام بھیجی جس میں ان سے کہا گیا۔ کہ وہ حکومت پنجاب کے تبصرے سمیت جلدی رپورٹ بھیجیں۔ اس مراسلہ کے جواب میں مسٹر احمد علی ہوم سیکرٹری حکومت پنجاب نے ۲ جون ۱۹۵۱ء کو حسب ذیل مراسلہ نمبر B.D.S.B ۸۴۴۷ لکھا۔

حوالہ آپ کا مراسلہ نمبر (۱) ۷-POL-۵۱/۱/۲۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۵۱ء مجھے یہ رپورٹ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ ۱۳ مئی ۱۹۵۱ء کو سمندری ضلع لائلپور کے غیر احمدیوں (احرار) کے گروہ نے جمع ہو کر ڈسٹرکٹ بورڈ سکول کے نواح میں کچی مسجد کی چھت اور چٹائیوں کو آگ لگا دی۔ اس مسجد میں ایک کمرہ اور ایک چبوترہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے بعض ارکان اتفاقاً اس وقت وہاں موجود تھے۔ ان پر حملہ کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ بورڈ سکول کے ایک چپراسی نے عبادت گاہ کی اس توہین اور اس میں آتشزنی کی خبر مقامی پولیس کو پہنچائی۔ پولیس فوراً موقع پر پہنچ گئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی وقت ضائع کئے بغیر وہاں آ گئے۔ اور صورت حال پر قابو پا لیا گیا۔ چودہ مجرموں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد چھ افراد کی گرفتاری عمل میں آئی تفتیش مکمل ہونے پر مقدمہ عدالت میں پیش کر دیا گیا مقامی حکام نے پھرتی سے کام کر کے صورت حال کو بد تر ہونے سے بچا لیا۔ اور اب ان کی فضا بالکل پرسکون اور پرامن ہے۔ جس شخص نے پولیس میں رپٹ درج کرائی تھی اس نے واقعہ کو بڑے مبالغہ آمیز انداز سے پیش کیا۔ اور بعض بے گناہ لوگوں کو بھی جن میں سے دو محکمہ کے اہلکار ہیں پھانس ڈالا تفتیش سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ارتکاب جرم میں شامل نہیں تھے۔ اور ان کے خلاف الزامات بے بنیاد ہیں۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی مزید واقعات رونما ہوئے۔ ان سے آپ کو اندریں اثنا باخبر رکھا جائیگا

وزارت داخلہ نے بخاری اور دوسرے احرار رہنماؤں کو واضح طور پر متنبہ کرنیکا مشورہ دیا تھا

احرار کی مزید تقریریں

۲۵ اگست ۱۹۵۱ء کو امیر جماعت احمدیہ لاہور مسٹر بشیر احمد نے ڈپٹی کمشنر لاہور کے نام ایک مراسلہ میں شکایت کی کہ ۱۹ اگست ۱۹۵۱ء کو لاہور میں موچی دروازہ سے باہر ایک بہت بڑے جلسہ عام میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے دوران تقریر میں یہ الزامات عائد کئے کہ:-

(ا) وزیر خارجہ پاکستان چوہدری ظفراللہ خاں پاکستان کے وفادار نہیں ہیں۔

(ب) تقسیم سے قبل امام جماعت احمدیہ نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ پاکستان وجود میں نہیں آئیگا اور اگر ایسی ریاست قائم ہو گئی۔ تو منقسم ملک ایک بار پھر متحد ہو جائے گا۔

(ج) احمدی بھارتی حکومت کے جاسوس ہیں۔ اگر بھارت سے جنگ چھڑ جائے۔ تو اسی سے فائدہ اٹھا کر احمدیوں کو جو اس ریاست کے دشمن ہیں۔ شکست دے دی جائے"

یہ مراسلہ کمشنر کے نوٹ سمیت ہوم سیکرٹری مسٹر احمد علی کے پاس بھیجدیا گیا۔ جنہوں نے یکم ستمبر ۱۹۵۱ء کو اس پر حسب ذیل تبصرہ کیا۔

"میں نے اس معاملے کے متعلق عزت مآب وزیر اعلےٰ سے گفت وشنید کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ میں انسپکٹر جنرل پولیس سے کہوں گا کہ وہ احرار رہنماؤں پر واضح کر دیں۔ کہ وہ اپنی تقریروں میں وزیر خارجہ اور جماعت احمدیہ کے متعلق حدود سے باہر نکل جاتے رہے ہیں۔ پہلے ہی ایک بلوہ اور قتل ہو چکا ہے۔ ایک احمدی کا منہ کالا کر کے اسے گدھے پر سوار کرایا گیا ہے۔ اور ان کی ایک مسجد کو جلا ڈالا گیا ہے۔ اگر احرار اپنی اشتعال انگیز تقریریں بند نہیں کرتے۔ تو اس کا نتیجہ امن وقانون اور نظم ونسق کے لئے تباہ کن ہوگا۔ ماضی میں انہیں متعدد مرتبہ متنبہ کیا جا چکا ہے۔ اس لئے اب انہیں آخری مرتبہ اچھی طرح بتا دینا چاہیئے۔ کہ حکومت چاہتی ہے کہ وہ صوبے کے امن کو درہم برہم کرنے والی اشتعال انگیز تقریریں بند کر دیں۔ اگر وہ اس تنبیہہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو حکومت اپنے احکام نافذ کرانے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھائیگی اور نتائج وعواقب کے احرار خود ذمہ دار ہونگے میں نے ڈپٹی کمشنر کو مسٹر بشیر احمد ایڈووکیٹ سے یہ کہنے کی ہدایت کی ہے۔ کہ وہ جو جوابی جلسہ کرنا چاہتے ہیں۔ نہ کریں۔ مجھے توقع ہے کہ وہ اس حکم کی تعمیل کریں گے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں۔ تو جلسہ کو روکنے کے لئے ان کے خلاف دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت کارروائی کی جائے گی"۔

جب یہ کیس مسٹر قربان علی خان انسپکٹر جنرل پولیس کے پاس پہونچا۔ تو انہوں نے لکھا:۔

" اس نوٹ میں صورت حال کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ وہ میں نے مجلس احرار پاکستان کے جنرل سیکرٹری کو سمجھا دیا ہے۔ اور وہ جان گئے ہیں۔ کہ ان اشتعال انگیز تقریروں کا خاص طور پر اس مرحلے پر امن وقانون اور ضبط ونظم کی صورت حال پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا ہے ——— کہ اس وقت جب ملک ایسے بحران میں مبتلا ہے جس سے نبٹنے کے لئے پاکستانیوں کے جملہ طبقات میں اتحاد ناگزیر ہے۔ ان کی پالیسی کا یہ منشا ہرگز نہیں کہ وہ تنازع والے حالات پیدا کر دیں۔ شیخ حسام الدین نے مجھ سے یہ بھی کہا ہے۔ کہ وہ اپنی مجلس عاملہ کا اجلاس جلد از جلد طلب کرنے کی سعی کریں گے تاکہ میں نے جو کچھ ان سے کہا ہے۔ اس پر وہ بحث کر سکیں۔ اور اپنے عوامی ملفوظات میں محتاط ہونے کی ضرورت ارکان پر واضح کر دیں۔ یہ نوٹ شیخ حسام الدین کو پڑھ کر سنا دیا گیا ہے اور در حقیقت جزوی طور پر انہی کا لکھا یا ہوا ہے"۔

یہ کیس ۳ ستمبر ۱۹۵۱ء کو وزیر اعلےٰ کے پاس اطلاع کے لئے بھیجا گیا۔

۴ ستمبر ۱۹۵۱ء کو مرکزی وزارت داخلہ نے چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کے نام ڈی۔ او مراسلہ نمبر ۱۵/(۱)(۲۰ S) بھیجا۔ جس میں مرقوم تھا کہ گذشتہ اگست میں کسی موقع پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے موچی دروازہ کے کسی جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے الزام عائد کیا ہے کہ وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ خاں" بھارتی حکومت کے ہاتھ قادیان کی خاطر کشمیر فروخت کر رہے ہیں۔ وزارت داخلہ نے پوچھا تھا کیا یہ اطلاع درست ہے۔ اور ساتھ ہی مشورہ دیا تھا کہ بخاری اور دوسرے احرار رہنماؤں کو واضح طور پر متنبہ کر دیا جائے کہ وہ وزیر خارجہ پر بالخصوص اور احمدیوں پر بالعموم بہتان طرازی سے محترز رہیں۔ اس کے جواب میں چیف سیکرٹری نے ۱۹ ستمبر ۱۹۵۱ء کو حسب ذیل ڈی۔ او مراسلہ بھیجا۔

"سوال ——— آپ کا ڈی۔ او۔ مراسلہ نمبر ۱۵/(۱)(۲۰ S) مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۵۱ء سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ۱۹ اگست ۱۹۵۱ء کو موچی دروازہ کے باہر ایک جلسہ عام سے خطاب کیا انہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف توہین آمیز تبصرے کئے اور کہا مرزا بشیر الدین محمود احمد قیام پاکستان کے خلاف تھے۔ اور انہوں نے ہندوستان کو متحد رکھنے کی کھلم کھلا حمایت کی تھی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ یہ بیان عزت مآب چوہدری محمد ظفراللہ خاں کی موجودگی میں دیا گیا تھا۔ مگر ان کے کہنے کے مطابق چوہدری صاحب نے اس کی تردید نہیں کی۔ صوبائی حکومت پہلے ہی احرار رہنماؤں کی ان شر انگیز تقریروں کا نوٹس لے چکی ہے۔ یکم ستمبر ۱۹۵۱ء کو شیخ حسام الدین جنرل سیکرٹری مجلس احرار پاکستان نے انسپکٹر جنرل کو یقین دلایا کہ بالخصوص ایسے زمانے میں جب ملک ہنگامی صورت حال سے دوچار ہو ان کی جماعت کی پالیسی یہ نہیں کہ افتراق پیدا کیا جائے۔ انہوں نے مزید یقین دلایا کہ وہ عنقریب مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کریں گے تاکہ ارکان عاملہ پر عوامی ملفوظات میں احتیاط کی ضرورت واضح کر سکیں۔ اس غیر مشروط یقین دہانی کے پیش نظر صوبائی حکومت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو علیحدہ تنبیہہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔ صورت حال کا بغور مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ اور اگر یہ دیکھا گیا کہ تنبیہہ کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔ تو مناسب کارروائی کی جائے گی۔

۲۷ ستمبر ۱۹۵۱ء کو سپرنٹنڈنٹ پولیس سرگودہا نے اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس کو رپورٹ بھیجی کہ ۲۲، ۲۳ ستمبر ۱۹۵۱ء کو جامع مسجد بھلوال میں جلسہ ہوا۔ جس میں دو احرار کارکنوں، حبیب الرحمان اور مولوی محمد حیات نے جماعت احمدیہ کے خلاف زہریلی تقریریں کیں۔ ان تقریروں کا مسٹر انور علی ڈی آئی۔ جی (سی۔ آئی۔ ڈی) نے جائزہ لیا۔ اور ۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو یہ تبصرہ کیا کہ تقریریں نہ صرف غیر قانونی ہیں۔ بلکہ قابل اعتراض بھی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس احرار کی مرکزی کمیٹی نے اپنے اضلاعی کارکنوں کو اس وعدے کے مطابق کوئی ہدایات جاری نہیں کیں۔ جو شیخ حسام الدین نے مسٹر قربان علی سے کیا تھا۔ انہوں نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ہدایت کی کہ مقامی مجلس احرار کے رہنماؤں کو بلا بھیجیں۔ اور انہیں تنبیہہ کریں۔ مسٹر قربان علی خان نے اس کارروائی کی تصدیق کرتے ہوئے کہا:۔

" اگر وہ ایسا کریں تو ان کے خلاف فوراً قانونی کارروائی کی جائے۔ ایسے اقدام میں ہم حق بجانب ہوں گے۔ کیونکہ ان کے رہنماؤں کو ضروری تنبیہہ کی جا چکی ہے۔ اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس ملک کو ایسی تقریروں سے تباہ وبرباد نہیں کرینگے"

مرکز کی ہدایات

اس وقت تک مرکزی حکومت کو شدید فرقہ وارانہ تنازعات اور احمدیوں کے رہنماؤں اور عقیدوں پر بار بار کے حملوں کی اطلاعات سے تشویش ہونے لگی تھی۔ لہذا وزارت داخلہ نے ۱ ستمبر ۱۹۵۱ء کو چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کے نام ذیل کا مراسلہ بھیجا۔

" ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ جن میں مختلف فرقوں کے مسلمان متبعین نے ایک دوسرے کے خلاف ایسا قابل اعتراض پراپیگنڈہ کیا ہے جس سے ایک دوسرے کے جذبات مجروح ہوئے ہوئے ہیں۔ اور جو بعض حالات میں ذاتی تشدد پر منتج ہوا ہے۔ اس نوعیت کی شورشوں کی ایک مثال پنجاب کا احمدی احرار تنازع ہے۔ مرکزی حکومت کی رائے ہے کہ کسی قوم یا گروہ کے لئے اپنے مذہبی عقائد کی تبلیغ اشاعت پر بے جا پابندیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ اور مختلف الخیال افراد کے مابین کوئی امتیاز روا نہیں رکھنا چاہیئے۔ تاہم مذہبی تنازعات کو ہوشمندی کی حدود میں رہنا چاہیئے۔ اور اس حد تک ہرگز نہیں بڑھنے دینا چاہیئے۔ جہاں امن عامہ کے لئے خطرہ پیدا ہو جائے۔ مرکزی حکومت کے خیال میں جارحانہ اور جنگجویانہ فرقہ پرستی کو سختی سے دبا دینا چاہیئے۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے۔ کہ اس بارے میں مرکزی حکومت کے نظریات آپ تک پہنچا دوں۔ تاکہ آپ کے اختیارات کے تحت جو کارروائی ضروری ہو۔ وہ عمل میں آسکے۔ (باقی)

ضرورتمند احباب متوجہ ہوں

جو دوست جلد سازی یا دفتری کا کام سیکھنا چاہتے ہوں۔ یا یہ کام کر سکتے ہوں۔ اور ملازمت کے خواہشمند ہوں۔ وہ بودھا مل بلڈنگ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی لائبریری میں تشریف لا کر تفصیلات دریافت فرمالیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور

درخواست دعا

مکرم مولوی رحمت علی صاحب سابق انچارج مبلغ انڈونیشیا حال ایسٹ بنگال آجکل بیمار ہیں۔ اور لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔